۶۰ سال پہلے

علما قوم کے طبیب ہیں، حکام اور اہلِ دولت، صفائی اور حفظانِ صحت کے ذمہ دار ہیں۔ قوم کی غیرتِ ایمانی اور حاسۂ اخلاقی بمنزلہ قوتِ حیات (vitality) ہے۔ اجتماعی ماحول کی حیثیت وہی ہے جو ہوا، پانی، غذا اور لباس و مکان کی ہے، اور حیاتِ قومی میں دین و اخلاق کے اعتبار سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وہی مقام ہے جو صحتِ جسمانی کے اعتبار سے صفائی و حفظانِ صحت کی تدابیر کا ہے۔ جب علما اور اولی الامر اپنے اصلی فرض یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیتے ہیں، اور شر و فساد کے ساتھ رواداری برتنے لگتے ہیں تو گمراہی اور بداخلاقی قوم کے افراد میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے اور قوم کی غیرتِ ایمانی ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ سارا اجتماعی ماحول فاسد ہو جاتا ہے۔ قومی زندگی کی فضا خیر و صلاح کے لیے نامساعد اور شر و فساد کے لیے سازگار ہو جاتی ہے۔ لوگ نیکی سے بھاگتے ہیں، اور بدی سے نفرت کرنے کے بجائے اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں، اخلاقی قدریں الٹ جاتی ہیں، عیب ہنر بن جاتے ہیں، اور ہنر عیب۔ اس وقت گمراہیاں اور بداخلاقیاں خوب پھلتی پھولتی ہیں، اور بھلائی کا کوئی بیج برگ و بار لانے کے قابل نہیں رہتا۔ زمین، ہوا اور پانی سب اس کو پرورش کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، کیونکہ ان کی ساری قوتیں اشجارِ خبیثہ کو نشوونما دینے کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ جب کسی قوم کا یہ حال ہو جاتا ہے، تو پھر وہ عذابِ الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے، اور اس پر ایسی عام تباہی نازل ہوتی ہے جس سے کوئی نہیں بچتا، خواہ وہ خانقاہوں میں بیٹھا عبادت گزاری ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اشارات، جلد ۵، عدد ۲، ذی الحجہ ۱۳۵۳، اپریل ۱۹۳۵)